بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

بحمداللہ ملک میں پہلی دفعہ آزادانہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پہ انتخابات مکمل ہوئے اور قومی و صوبائی اسمبلیاں تشکیل پذیر ہوئیں۔ قوم نے جیسے سمجھا اپنا فیصلہ صادر کر دیا، انصاف کی حدود کو قائم رکھنے میں موجودہ حکومت کافی حد تک کامیاب رہی، اور اس طرح اس نے پاکستان کی تاریخ میں ایک اچھا نمونہ قائم کر دیا۔ قوم کی اکثریت نے جو فیصلہ دیا ہے اس کی بھلائی یا برائی بھی جلد سامنے آجائے گی۔ اس فیصلہ کے محرکات اور اسباب نہایت گہرے اور عمیق تھے، مگر جو راستہ اختیار کیا گیا اس میں شک نہیں کہ قوم کی اکثریت نے اس سلسلہ میں جذباتی پن اور سطحیت کا مظاہرہ کیا ہے پریشانی، تذبذب، فکری انتشار اور مشکلات کے جس دوراہے پر ہم کھڑے تھے خود غرض سیاستدانوں نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور ایک سنہری زندگی کے نقشے پیش کر کے جس طرف چاہا مسلمانوں کو دھکیل دیا۔ حالات اور محرکات ہر لحاظ سے اصلاح طلب تھے، مگر بیماری کا علاج جس نسخہ میں ڈھونڈا گیا ہے اس کی ہلاکت آفرینی بھی جلد آشکارا ہو جائے گی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اس طرح پورے معاشرہ پر ایک بھرپور تازیانہ لگایا ہے اور ظاہری سیلاب کے جس رو کی لپیٹ میں مشرقی پاکستان چند دن قبل آچکا تھا انتخابات کی شکل میں ایک روحانی اور فکری سیلاب آیا اور غور و تدبر، اصابت رائے، سنجیدگی اور متانت کے تمام آثار کو بہا کر لے گیا مگر یہ فیصلہ جتنا جذباتی اور عاجلانہ ہے اتنا پریشان کن نہیں کہ حالات سدھرنے سے مایوسی اختیار کی جائے۔ سطحی فیصلے اور جذباتی نعرے بہت جلد اپنی اصلی شکل میں اجاگر ہو کر تدارک اور تلافی کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہاں کی اکثریت ہر حال میں اپنی نجات اور کامیابی کا راستہ وہی سمجھ رہی ہے جسے چودہ سو سال قبل نبی امی علیہ السلام نے روشن فرمایا ہے۔ یہ شکست اس عقیدہ اور نظریہ کی نہیں ہے جس پر مسلمانوں کے دین اور ملت کی عمارت اٹھائی گئی ہے بلکہ اس اختلاف و انتشار کی ہے، جسے قوم کے رہنماؤں نے اپنا شیوہ بنائے رکھا، ان کھوکھلے نعروں کی ہے جو عمل سے ہم آہنگ نہ تھے ان منافقانہ دعووں کی ہے، جس سے کردار جوڑ نہیں کھا رہا تھا، جن لوگوں نے

۲۳ سال کے طویل عرصہ میں اسلام اور مسلمانوں کو مشق ستم بنا بنا کر اس موڑ تک پہنچا دیا تھا، اُن کے منہ سے اسلام اور نظریۂ پاکستان کے نعرے نہیں جچتے تھے۔ قوم نے اگر انتقام لیا ہے تو ایسی منافقانہ قیادت سے۔ اور بغاوت کی ہے تو ایسے پیشہ ور سیاستدانوں اور آزمائے ہوئے قائدین سے۔ بیشک قوم کے سامنے اسلام اور یقین کی روشنی بھی رکھی گئی، مگر دوسری طرف ایسے نعرے تھے جو نہایت جاذب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کے ملمع چڑھانے کی وجہ سے دو آتشہ تاثیر رکھتے تھے۔ حقیقت ایک بار پھر نگاہوں سے چھپ گئی اور قوم ظلم و عدوان کے ایک اندھیرے سے نکل کر نئی تاریکی میں ڈوب گئی۔

★

تاریکی کے یہ بادل چھٹ سکتے ہیں اور مسلمان بڑی آسانی سے اپنی لیلائے مقصود اسلامی نظامِ حیات سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ اسلامی درد رکھنے والے طبقے اور ملک و ملّت کے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے لیڈر اب بھی کچھ سبق سیکھ لیں اور جن اسباب نے ناکامی کا منہ دکھایا ہے اسکی اصلاح اور تلافی کیلئے اپنی ساری قوتیں مجتمع کر لی جائیں اگر وہ اتحاد و یگانگت، خلوص و للّٰہیت، ایمان و یقین، اور عمل و اخلاص کا ہتھیار لے کر ایک بار پھر میدان میں کود پڑے تو دیکھیں گے کہ پوری ملّت ان کے دعوت پر لبیک کہہ رہی ہے۔

★

اس انتخاب کی حیثیت ایمان و یقین کے لئے ایک نازک ترین آزمائش کی تھی، بہت سے لوگ اور جماعتیں اس سے سرخرو ہو کر نکلیں اور کافی لوگ اس نہر طالوت میں ڈگمگا کر پھسل گئے ہیں خوشی ہے کہ علماء کرام کی ایک عظیم نمائندہ جماعت اور طائفہ حق جمعیۃ العلماء اسلام اس امتحان میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر مردانہ وار میدان میں کود پڑا اور دعوت حق، اعلاء کلمۃ اللہ اور تواصی بالصبر والحق کا حق ادا کر دیا۔ الیکشن کے مختصر عرصہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کے رضاکاروں اور اس سے وابستہ لاکھوں مسلمانوں نے جس بے جگری، پامردی اور استقامت کے ساتھ دین کی آواز اور اسلامی آئین کی قدر و قیمت و اہمیت ملک کے دور دراز علاقوں تک پہنچائی اس کا عشر عشیر بھی پاکستان کی طویل زندگی میں نہیں ہو سکا۔ سخت آزمائشوں، مغالطوں اور اپنوں پرایوں کی ستم کاریوں کا خندہ پیشانی اور صبر و حوصلہ سے سامنا کر کے اپنے مشن کو عوام تک پہنچایا اور اس طرح دنیا و آخرت میں فرض کی ادائیگی اور اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی کا سامان کر کے اپنے اکابر کی نیابت کا حق ادا کیا گیا۔ نتائج اللہ

کے ہاتھ میں ہیں۔ ولیفعل اللہ ما یشاء مگر جس دین کے یہ لوگ منادی تھے اُس کے ہادی و رہبر نے انہیں سبق سکھایا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں کوئی عمل، کوئی قول اور کوئی محنت ضائع اور رائیگاں نہیں جاتی۔ اور الحمدللہ کہ ظاہری لحاظ سے بھی آج جمعیۃ کے اکابر ناکام نہیں ہیں۔ بلکہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھنے کے لئے بہت سے ممتاز اکابر علماء ایوان اقتدار میں پہنچ کر لاالہ الا اللہ کی اذان کیلئے کمربستہ ہیں، سارے مسلمانوں کی نگاہیں ان پر لگی ہیں اور آس بندھ گئی ہے۔

★

قانون ساز اسمبلی کی اہمیت اور حالات کی نزاکت کو دیکھ کر بہت سے ایسے اکابر علماء بھی اس خارزار میدان میں کود پڑے تھے جو بظاہر درس و تدریس وعظ و تبلیغ، اصلاح و ارشاد کے مشاغل میں سخت مصروف اور اس میدان سے کوسوں دور تھے۔ مگر وقت کی آواز تھی کہ جس فریضہ کی ادائیگی مسجد ومحراب مدرسہ وخانقاہ کے گوشۂ عافیت میں ہو رہی ہے۔ اب اس کی ادائیگی کے لئے حق و باطل کی رزم گاہ میں بھی کودنا چاہیئے۔ یہی وجہ تھی کہ دار العلوم حقانیہ کے مہتمم و شیخ الحدیث ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ بھی دیگر اجلّہ اکابر کی طرح ضعف اور گوناگوں علمی ودینی مشاغل کے باوجود اکابر کے اصرار اور مسلمانوں کے پیہم تقاضوں اور دینی مسئولیت کی بناء پر مجبوراً آئین ساز اسمبلی کیلئے انتخاب میں شامل ہونے پر آمادہ ہوئے۔ حالات جیسے بھی پیش آئے اور مقابلہ بیک وقت کئی محاذوں پر جتنا بھی شدید ہوا، مگر اسباب و وسائل کی کمی کے باوجود خداوند قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی۔ اور بحمداللہ عزّوجل کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ عظیم اکثریت سے کامیاب ہوئے، اس سلسلہ میں مقابلہ جتنا نازک تر ہوتا جارہا تھا حلقۂ انتخاب کے غیور مسلمانوں کی اکثریت کا جذبہ مومنانہ، اخلاص و محبت اور ہر قسم مادی تعلقات کی قربانی اور ایثار بھی اتنا ہی بڑھتا جارہا تھا جو یقیناً بارگاہ ایزدی سے صدہزار تبریک و تحسین کا مستحق بنے گا۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا محض اللہ کی رضا کے لئے اور نہ صرف اسی حلقہ میں بلکہ شمال مغربی سرحدی علاقہ کے اکثر غیور اور دیندار مسلمانوں نے اسی جذبہ سے ہر تحریک ہر نظریہ اور ہر دلفریب نعرہ کو ٹھکرایا اور علمائے حق کی آواز پر لبیک کہہ کر پورے پاکستان کے مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔

★